پوچھا کہ مولانا آپ نے جو پچھلے سال کلکتہ کے قحط زدگان کے لئے چندہ جمع کیا تھا اس کا حساب دیں۔ مولانا نے فرمایا کہ ہم سے حساب کا تقاضا ایسے حضرات کرتے ہیں جنھوں نے بذات خود کسی نیک کام کے لئے ایک دھیلا بھی نہیں دیا ہوتا۔ سوال کنندہ سے کہا کہ وہ حلفاً بیان کرے کہ اس نے کتنا چندہ دیا تھا۔ اس پر وہ خاموش رہا اور کھسیانا ہو کر بیٹھ گیا۔ شاہ صاحب نے فرمایا کہ ہم حساب دیں گے ضرور لیکن قیامت کے دن احکم الحاکمین کو۔

تر دامنی پہ شیخ ہماری نہ جائیو
دامن نچوڑ دیں تو فرشتے وضو کریں

لاہور میں موچی دروازہ کے باہر ایک پُر ہجوم جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ لاہوریو! میں تم سے خوب واقف ہوں۔ تقریر تم میری سنتے ہو اور ووٹ مسلم لیگ کو دیتے ہو۔ میری تقریر پر تعریف کے ڈونگرے برساتے ہو اور کہہ اٹھتے ہو واہ اور جب میں پابندِ سلاسل کیا جاتا ہوں تو تم کہتے ہو آہ۔ اس آہ اور واہ میں میں ہو گیا تباہ۔ (لیکن اتنا ضرور ہوا کہ ہماری آہوں اور جہد مسلسل سے کتنوں کے مقدر سنور گئے) گویا۔۔۔

جو ہم پہ گزری سو گزری مگر شب ہجراں
ہمارے اشک تری عاقبت سنوار چلے

ایسا کئی بار ہوا کہ شاہ صاحب نے اپنی تقریر کا آغاز عشا کی نماز کے بعد کیا اور جب سحر کی اذان فضا میں بلند ہوئی تو آپ نے اپنا بیان ختم کیا۔ اس طویل دورانیے میں مجمع سحر زدہ رہتا اور ان کی تقریر سننے میں اتنا محو کہ بوریت یا نیند اس کے نزدیک نہ بھٹکتے۔

خفیہ پولیس کا سٹاف سایہ کی طرح ان کے تعاقب میں رہتا۔ ایک مرتبہ کسی گاؤں میں تقریر کرنے جا رہے تھے۔ ٹانگے پر ایک اور شخص ان کا ہمسفر تھا شاہ صاحب نے بھانپ لیا کہ یہ سی آئی ڈی کا آدمی ہے۔ جب ٹانگے سے نیچے اترے تو اس شخص سے کہا کہ کتابوں کا بھاری بنڈل جو وہ اپنے ساتھ لئے ہوئے ہیں پیرانہ سالی کے سبب وہ اسے اٹھانے سے معذور ہیں۔ اس لئے کیا ہی اچھا ہو اگر وہ اسے اٹھا لے اور فلاں گاؤں تک جو وہاں سے تین میل دور ہے پہنچا دے۔ اس نے بادل نخواستہ حامی بھر لی۔ جب منزل مقصود پر پہنچے تو ساتھی تھکاوٹ کے مارے نڈھال ہو چکا تھا۔۔۔

جب مملکت پاکستان کا قیام عمل میں آیا تو شاہ صاحب نے واشگاف الفاظ میں اعلان کیا کہ وہ اور ان کی جماعت اس نوزائیدہ اسلامی سلطنت کا دل و جان سے دفاع کریں گے۔

مولانا نے طویل عمر پائی جب انتقال فرمایا تو ان کے جسد خاکی کو ملتان کی سرزمین نے جس میں اور بھی کئی علم و معرفت کے درخشندہ ستارے آسودہ خاک ہیں اپنی آغوش میں لیا۔

ع آسماں تیری لحد پر شبنم افشانی کرے

("صدف ریزے" صفحات ۸۶ تا ۸۹)

شاہ محمد عثمانی
انڈیا

سپاہی بھی، سپہ سالار بھی

مولانا عطاءاللہ شاہ بخاری کی جدوجہد آزادیٔ وطن اور اقامت دین کے لئے رہی، مجلس احرار اسلام کے پلیٹ فارم سے انگریزوں سے معرکہ آرا رہے اور اس وجہ سے زندگی کا بیشتر حصہ قید و بند میں گزارا۔ جب جیل سے نکلتے تو ان کی شعلہ بیانی کی بدولت قصرِ حکومت میں زلزلہ آجاتا۔ وہ ملک کے طول و عرض میں سفر کرکے اپنی تقریروں سے لوگوں کے دلوں کو گرماتے اور پھر حکومت کے لئے اس کے سوا چارہ نہ رہتا کہ انہیں بند کردے۔ اس طرح یہ فقرہ ان کے مناسب حال ہے کہ ان کی آدھی زندگی جیل میں گزری اور باقی زندگی ریل میں۔

مولانا نے نہ صرف یہ کہ ہندوستان کی آزادی کے لئے جنگ کی، بلکہ کشمیر کے پژمردہ مسلمانوں کو اٹھانے میں بھی انہوں نے زبردست حصہ لیا۔ جس وقت شیخ عبداللہ اندرونِ کشمیر میں مہاراجہ کی زبردست طاقت سے لڑ رہے تھے، اس وقت پنجاب اور دیگر صوبوں سے مولانا نے اپنی شعلہ بیانی کے ذریعہ ہزاروں رضاکار جمع کرکے کشمیر بھیجے، تاکہ مہاراجہ کی طاقت سے ٹکرلی جائے۔ مہاراجہ نے مجبور ہو کر حکومت ہند سے مدد طلب کی، حکومت ہند نے مدد تو کی اور اپنی فوج کشمیر کی سرحدوں کی حفاظت کے لئے بھیج دی، لیکن اس کے ساتھ ہی ایک کمیشن مقرر کردیا۔ جسے ایجی ٹیشن کے اسباب پر اپنی رپورٹ پیش کرنی تھی۔ کمیشن نے رپورٹ دی کہ ریاست کے عوام کی حکومت میں کوئی آواز نہیں ہے اور برطانوی ہند میں رفتہ رفتہ اصلاحات نافذ ہورہی ہیں، ان کے اثر سے کشمیر کے عوام بھی خواہش مند ہیں کہ ان کے یہاں بھی اس طرح کی اصلاحات ہوں، چنانچہ برطانوی حکومت کے دباؤ سے کشمیر میں اصلاحات کی بنیاد پڑ گئی۔ اسی طرح شاہ صاحب نے اپنی پُر زور کوششوں سے پاکستان میں قادیانیوں کا زور بھی توڑ دیا۔ گرچہ اب بھی پاکستان میں قادیانی مضبوط ہیں لیکن پہلے کے مقابلہ میں ان کے اثرات کم ہیں۔ اس از بر آرائی زبان و قلم میں مولانا اور ان کے رفقاء دار و رسن کی منزل کے قریب پہنچ گئے تھے۔

آزادی سے پہلے ہندوستان میں مولانا کی شخصیت معروف اور مسلم تھی، وہ جہاں بھی پہنچ جاتے ان کے مخالفین بھی ان کی تقریر سننے آجاتے، وہ گھنٹوں بھی بولتے رہتے تو لوگ مسحور ہو کر سنتے رہتے، فیاض ازل نے گفتگو اور تقریر کی غیر معمولی قدرت سے انہیں نوازا تھا۔ مولانا ایک اجتماع میں پنجاب کے امیر شریعت منتخب ہوئے تھے، لیکن ان کی ہنگامی زندگی نے ان کو موقع نہیں دیا کہ اپنی امارت کو منظم کریں۔ یہ ایک تقدیری بات تھی ورنہ امارت شرعیہ ہندوستان گیر پیمانہ پر بن چکی ہوتی۔ مولانا تھے تو پنجاب کے، لیکن ان کی نانہال پٹنہ سٹی میں تھی، انہوں نے اپنے لڑکپن کا حصہ اور عنفوان شباب تک کا زمانہ "گیا" میں گزارا۔ پٹنہ میں ان کے رشتہ دار اور "گیا" میں ان کے جاننے والے موجود تھے۔

مولانا کا حافظہ غضب کا تھا۔ ۱۹۳۰ء کا زمانہ تھا کہ وہ "گیا" آئے، جامع مسجد پہنچ کر وہ تحیۃ المسجد پڑھنے لگے،